بانیٔ ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

روحانی بیماریاں

روحانی بیماریاں قبر میں چمکیں گی اور ستائینگی
پھر ملاؤں سے قرآن بخشوانے سے نہیں بخشی جائینگی
پنجابی میں ایک مثال ہے "گناہ کرے نائی اور
چھٹی دو نہروں کو" یعنی گناہ تم کرو اور توبہ
تمہاری طرف سے مولوی کریں!

(حضرت لاہوری قدس سرہ)

۸ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ
۹ اپریل ۱۹۷۶ء

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں کا آپس میں برتاؤ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر زیادتی کرتا ہے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ اور فرمایا جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا اللہ اس کی حاجت روائی کرے گا۔ اور فرمایا جو کوئی ایک مسلمان کی مصیبت دُور کرے اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت قیامت کے دن دُور کرے گا۔ اور فرمایا کہ جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ قیامت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

مسلمان کو مسلمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اگر کسی کو یہ بات سمجھنی مقصود ہے تو اس حدیث کے مفہوم پر ذرا غور کرے اور پھر سوچے کہ آج مسلمان اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کر رہے تو پھر وہ مسلمان کاہے کے ہیں وہ تو کچھ اور ہی چیز ہیں اگرچہ اپنا نام مسلمان رکھ چھوڑا ہے اور اپنی برتری کا ڈنکا بجا بجا کے خواہ مخواہ لوگوں کے کان کھائے جا رہے ہیں

حدیث میں پہلی بات تو یہ بتائی گئی ہے کہ مسلمان کا آپس میں ایک دوسرے سے ایسا رشتہ ہے جیسا کہ دو بھائیوں کا آپس میں فطرتاً ہونا چاہیے۔

آگے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ مسلمان کسی مسلمان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کر سکتا۔ وہ اس کی تنگی ترشی، مصیبت میں پھنسا دیکھ کر اسے تنہا چھوڑ کر نہیں بھاگ سکتا۔ ان دو جملوں میں آپس کے برتاؤ کے سارے اچھے طریقوں کا خلاصہ آ گیا۔ خود کسی کو نہ ستانا اور ستائے ہوئے مصیبت کے ماروں کو اس کے حال میں چھوڑ کر نہ بھاگنا بلکہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی مدد کرنا وہ سنہری اصول ہے جس پر اسلامی معاشرے کی بنیاد قائم ہے۔

آگے آپؐ نے فرمایا۔ وہ ایک ایسی اونچی اور بلند بات ہے جو اسلام کے سوا کہیں نہیں پائی جاتی۔ اس میں آپؐ نے یہ بتایا کہ نیک کام کی بنیاد خود غرضی پر نہ ہونی چاہیے۔ یہ سوچ کر نیکی کرنا کوئی نیکی نہیں کہ میں کسی کا بھلا کروں تو وہ اس کے بدلے مجھ سے بھلا کرے گا۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا کے اندر یہی عام طور پر اخلاق کا مسلّم اصول ہے لیکن اسلام اس پر اکتفا نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ کسی کے ساتھ بھلائی کسی معاوضہ کی امید پر نہ کرو بلکہ اس لیے کرو کہ اس کا بدلہ اللہ دے گا۔

فرمایا کہ جو کوئی دوسرے مسلمان کی ضرورت پوری کرے گا یقیناً اللہ اس کی ضرورتیں پوری کرے گا۔

اس کے بعد فرمایا کہ دنیا سے زیادہ آخرت کا خیال چاہیے۔ اللہ تعالٰے نیک کام کرنے والوں کو فقط دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی جزا دے گا۔

اسلام اخلاق کو کس قدر بلند کرنا چاہتا ہے اس کا سرسری اندازہ اس حدیث سے ہو سکتا ہے۔

○ اگر تو گناہ کرنے پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا نہ ہو۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۳۱ — شمارہ نمبر ۳۶

جاری کردہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

رئیس التحریر
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:
محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر
◎ مولانا محمد اجمل
◎ زاہد الراشدی
◎ [illegible]

بدل اشتراک

سالانہ	۳۵.۰۰
ششماہی	۱۸.۰۰
سہ ماہی	۹.۵۰
فی پرچہ	۰.۷۵

جمعیۃ علماء اسلام
اور
قومی مسائل

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس ۳۰/۳۱ مارچ ستمبر کو مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور میں امیر مرکزیہ حضرت درخواستی زید مجدہم کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں بعض اہم قرار دادیں پاس ہوئیں۔ آج اخبار کے کالموں میں وہی قرار دادیں پیش خدمت ہیں (مدیر)

۱۔ سیاسی صورت حال

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ملک کی عمومی سیاسی صورت حال پر قطعی عدم اطمینان کا اظہار کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ حکمران گروہ نے غیر جمہوری ہتھکنڈوں اور غیر آئینی اقدامات کے ذریعہ عمداً پورے ملک میں سیاسی تعطل اور جمود مسلط کر رکھا ہے اور حکومت کے تمام تر وسائل صرف ایک مقصد کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں کہ ملک میں حکمران گروہ کی من مانیوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھنے پائے اور ایک فاشسٹ گروہ ملک میں بلا روک ٹوک جو چاہے کرتا رہے۔

یہ اجلاس حکومت کے ان اقدامات کو آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں سیاسی عمل کو بحال کیا جائے۔ اجتماعات، جلوسوں، لاؤڈ سپیکر، اخبارات و جرائد، ریڈیو، ٹی وی اور ابلاغ و اظہار کے دیگر ذرائع پر عائد کردہ تمام تر پابندیاں واپس لے کر سیاسی جماعتوں کو رائے عامہ کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا جمہوری حق دیا جائے۔

۲۔ انتخابی طریق کار

یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام کی اس رائے کا کھلا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ موجودہ حکومت کی زیر نگرانی اور مروجہ طریق کار کے تحت منعقد ہونے والے عام انتخاب کسی صورت غیر جانبدارانہ

نہیں ہو سکتے اس لیے یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ :-

۱- انتخابات پارٹی سسٹم کی بنیاد پر کرانے کے لیے آئین میں ترمیم کی جائے۔

۲- الیکشن کمشنر کو مستقل عملہ فراہم کیا جا سکے۔

۳- انتخابات کی نگرانی سپریم کورٹ یا تمام سیاسی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل قومی حکومت کے سپرد کی جائے۔

یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ ان مطالبات کو منظور کیے بغیر انتخابات کی حیثیت محض نامردگی سے زیادہ کچھ نہیں ہو گی۔

۳- فرقہ وارانہ اختلافات

یہ اجلاس اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ جوں جوں عام انتخابات کا مرحلہ قریب آ رہا ہے سوچی سمجھی سازش کے تحت مذہبی اختلافات کو ہوا دے کر فرقہ وارانہ فضا کو مکدر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ قوم کو بے مقصد بحثوں میں الجھا کر ایک گروہ ملکی سیاسیات پر اپنا تسلط قائم رکھ سکے۔

اس لیے یہ اجلاس تمام مذہبی مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث وغیرہ) کے ذمہ دار اور سنجیدہ علماء سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اس خلفشار کو گھسنے کا موقع نہ دیں اور ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لئے مشترکہ جدوجہد اختیار کریں۔ نیز تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کرام مل بیٹھ کر باہمی اختلافات کے اظہار کے لیے ایک ایسا ضابطۂ اخلاق طے کریں جس سے اسلام دشمن قوتوں کو فرقہ وارانہ اختلافات سے فائدہ اٹھانے کا موقع نہ مل سکے۔

یہ اجلاس یقین دلاتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام ملی اتحاد کو برقرار رکھتے ہوئے اور بدخواہوں کی سازش کو ناکام بنانے کے لیے کسی تعاون سے گریز نہیں کرے گی۔

۴- سیرت کانگرس کی سفارشات

یہ اجلاس بین الاقوامی سیرت کانگرس کی سفارشات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان سفارشات کو جلد از جلد عملی جامہ پہناتے ہوئے ملک میں بلا تاخیر شرعی نظام و قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے تاکہ پاکستانی قوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اور عادلانہ نظام کی برکات سے فیض یاب ہو سکے۔

یہ اجلاس سمجھتا ہے کہ اگر حکومت پاکستان نے ان سفارشات کو کلی طور پر عملی جامہ پہنانے کی طرف مخلص قدم نہ اٹھایا تو قوم یہ باور کرنے میں حق بجانب ہو گی کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عنوان اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً کے محترم و مکرم ائمہ کے ساتھ ملت اسلامیہ کی دلی عقیدت کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو انتہائی افسوسناک امر ہے۔

۵- سیاسی رہنماؤں کی گرفتاریاں

یہ اجلاس مسلم لیگ کے راہنما جناب چودھری ظہور الٰہی، جناب محمد حنیف رامے اور اردو ڈائجسٹ کے مدیر جناب الطاف حسین قریشی و جناب اعجاز حسین قریشی کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مذکورہ بالا اور دیگر عام سیاسی قیدیوں کو بلا تاخیر رہا کر کے ان کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔

نیز یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ لیل و نہار، استقلال، چٹان، جسارت، مہران، شہباز، صحافت و دیگر رسائل و اخبارات پر عائد پابندیاں ختم کر کے قومی صحافت کو پوری آزادی کے ساتھ رائے عامہ کی ترجمانی کا موقع فراہم کیا جائے۔

۶- محکمہ اوقاف توڑ دیا جائے

یہ اجلاس محکمہ اوقاف کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اپنی اس دو ٹوک رائے کا اظہار کرتا ہے کہ محکمہ اوقاف جن مقاصد کے لیے قائم کیا گیا تھا ان مقاصد کے حصول میں ناکام رہا ہے اور جمعیۃ علماء اسلام کے وہ تمام خدشات درست ثابت ہوئے ہیں جن کا اظہار اس نے محکمہ کے قیام کے وقت کیا تھا۔ مثلاً :-

۱- محکمہ کے تحت خطباء و مساجد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خالص شرعی فریضہ کی ادائیگی سے روکا جا رہا ہے۔

۲- اوقاف کی آمدنی مصرف کے ایسے تلوں پر بہے جا

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

دینی و دُنیوی برکات کا دار و مدار ذکرِ الٰہی پر ہے

شیخ طریقت مولانا عبید اللہ انور زید مجدہم

امّا بعد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؛
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ؛
وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ۔

اللہ تعالےٰ نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے یہ ہدایت نامہ یہ صحیفہ آسمانی اس لیے بھیجا ہے کہ ہم اس کو حرزِ جاں بنائیں، اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اب اکثر احباب بیچارے خطوط سے بھی، زبانی بھی باوجود حضرت کے معمولات یا میرے بتائے ہوئے معمولات کے یہ کہتے رہتے ہیں کہ رزق میں کمی رہتی ہے یا تنخواہ اگر بہت بھی ہو تو پھر بھی رزق میں برکت نہیں ۔ حضرتؒ اور اس سیہ کار نے بھی اکثر مرتبہ یہ آیت پڑھی ہے ۔ اور ایسے موقعہ پر اس آیت کی تشریح کی ہے ۔ یہ آیت سورہ طٰہٰ کے ساتویں رکوع کی آیت کا ایک ٹکڑا ہے ۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ۔ ترجمہ یہ ہے :۔

"جو شخص میری یاد سے منہ موڑے گا ۔ اس کے لیے
تنگی کا گذران ہوگا ۔ اور ہم اس کو قیامت کے دن
اندھا اٹھائیں گے"

اس آیت میں "ذِكْرِیْ" کا لفظ ہے اولاً تو "ذِکر" کا لفظ قرآن پر بولا گیا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ ہم نے یہ ذکر نازل کیا یعنی قرآن ۔ ایسے ہی یہ ہے جو شخص میرے ذکر سے اعراض کرے گا پیٹھ پھیرے گا، منہ موڑے گا ہم اس کا گذران تنگ کر دیں گے ۔

اور قرآن ذکر کے لفظ سے بھرا پڑا ہے ۔ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ لیکن کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہیں ۔ ورنہ قرآن کی تلاوت ایسا ذکر ہے جو دلوں کو جلا اور نور بخشتا ہے ۔ ایسے ہی نماز ہے ۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۔ کہ نماز فحش اور بے حیائی کی باتوں سے روکتی ہے ۔ لیکن نماز کوئی پڑھے تو سہی ۔ جو پڑھتا ہی نہیں تو بے حیائی سے کیسے رکے گا ۔ اور جو پڑھتے ہیں وہ بھی عبادت سمجھ کر نہیں محض عادت سمجھ کر پڑھتے ہیں ۔ کہ عادت پڑ چکی ہے اس لیے اس عادت کو بہر حال ہی پورا کرنا ہے ۔ نماز کی روح کیا ہے ؟ اس سے کوئی سروکار نہیں، کوئی غرض ہی نہیں —— کبھی اس پر غور و فکر کی زحمت گوارا کی ہی نہیں ۔

ایسے ہی زکوٰۃ کا حکم ہے لیکن کتنے ہیں جو اس پر عمل کرتے ہیں ۔ آج ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں ۔ یہ مختلف احکامات پڑھتے ہیں لیکن ان پر عمل کرنے کی بجائے ان سے صرف نظر کرتے ہیں ۔ ذکر اور یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ۔ لیکن دل کی سختی ایسے ہی موجود ہے کسی یتیم اور بے کس کی فریاد پہ دل نہیں پگھلتا سینکڑوں تسبیحات پڑھتے ہیں لیکن سُود اور دوسروں کا حق غصب کرنے سے باز نہیں آتے، بڑے طویل رکوع ہوتے ہیں لیکن لڑکی کا حق بھی ضائع کر دیتے ہیں، سجدے بڑے لمبے ہوتے ہیں، پیشانی پہ سجدوں کے نشانات بھی ہیں لیکن دل میں حسد و بُغض اور کینہ و عناد بھی برقرار ہے ۔ زبان پہ استغفار بھی ہے لیکن دوسرے بھائی کی غیبت سے بھی زبان ملوّث ہے ۔ لا الٰہ الا اللہ کا ورد بھی ہے لیکن جب دفتر میں پہنچتے ہیں تو ہدیہ اور تحفہ کے نام پہ رشوت کے مال سے بھی جیب گرم کر لیتے ہیں ۔ گویا عبادت، استغفار اور تسبیحات وغیرہ سے رحمٰن کو

بھی خوش رکھتے ہیں تو سود، رشوت، یتیموں کا مال غصب کرنے اور دوسروں کی زمینیں چھین کر شیطان کی ناراضگی بھی مول نہیں لیتے۔ ع

"با مسلماں اللہ اللہ، با برہمن رام رام"

تو عرض کر رہا تھا بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم ذکر کرتے ہیں لیکن پھر بھی رزق میں برکت نہیں۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ اللہ نے یہ تو فرمایا ہے کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنوں گا۔ لیکن یہ کہاں ہے کہ ہم جو دعا مانگیں جس کام اور مقصد کے لیے مانگیں۔ وہ کام فوراً پورا ہو جائے۔ یہ تو کہیں نہیں ہے کہ ایک شخص کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو کہ میں صدر بن جاؤں، گورنر بن جاؤں، میرا کاروبار اتنے عروج پر ہو کہ آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ یہ تو انسان کے دل کی مختلف خواہشات ہیں کہ جب اللہ چاہے گا پوری کر دے گا وہ نہ چاہے گا تو پورا نہ کرے گا ہم خدا کے محتاج اور اس کے در کے بھکاری ہیں، اس کے غلام اور عاجز مخلوق ہیں۔ ہم اس کے مطیع اور حکم ماننے والے ہیں۔ یہ بات نہیں کہ وہ خدا خالق ارض و سما ہمارا محتاج ہو ہمارا حکم بردار ہو۔ کہ جب ہم اس کو حکم دیں فوراً ہمارا کام ہو جائے۔ بعض دفعہ یوں ہوتا ہے۔ کہ دعائیں مانگ مانگ کر تھک جاتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتیں اور بعض ایسی بھی مقدس ہستیاں ہیں کہ ادھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ادھر دعا کو شرفِ قبولیت بخشا گیا۔ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے کئی واقعات اس پر شاہد ہیں۔ کہ جمعہ کے دن بارش کے لیے دعا مانگتے ہیں ادھر بارش برسنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ دعا مانگنے کی نوبت بھی نہیں آتی۔ جیسے اقبال نے کہا ہے کہ ؎

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

میں پہلے حیران ہوتا تھا جب حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ "ان گنہگار ہاتھوں کو اللہ نے کبھی خالی نہیں لوٹایا۔ جب بھی خدا تعالیٰ کے دربار میں ہاتھ اٹھائے ہیں اللہ نے شرف قبولیت سے نوازا ہے۔ لیکن میں نے ایسی دعاؤں کی لسٹیں بنا رکھی ہیں جو فوراً تو قبول نہ ہوئیں لیکن کوئی حجاز میں، کوئی لاہور میں کوئی مکہ اور کوئی مدینہ میں کسی نہ کسی مقام پر پوری ہو گئی۔

دعا کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کریں۔ حرام سے اجتناب کریں۔ ورنہ ہم یہ سوچیں کہ خدا اور رسولؐ کے احکام کی نافرمانی بھی کرتے رہیں اور ساتھ ساتھ ہی ہم جو دعا مانگیں وہ رد بھی نہ ہو تو یہ ہماری خام خیالی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے احکام کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا ہر کام اس کی رضا و خوشنودی کے مطابق ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اقوالِ زرّیں

- دانا وہ ہے جو دنیا کی چمک دمک سے دھوکہ نہ کھائے اور دولت مند وہ ہے جو خدا کی تقسیم پر راضی ہو۔ (شفیق بلخیؒ)
- خوفِ خدا ایک ایسا چراغ ہے جس کی روشنی میں نیکی اور بدی نظر آتی ہیں۔ (ابو القاسمؒ)
- جو شخص دولت کی وجہ سے اکڑتا ہے اس کے سامنے اکڑنا عین تواضع ہے۔ (شاذلی)
- محبت وفا سے بڑھتی اور جفا سے کم ہوتی ہے (کرخی)
- دنیا میں ضعیف ترین آدمی وہ ہے جو اپنی خواہشات پر غالب نہ آ سکے۔ (رودباری)
- محبت میں مصائب اس لیے آتے ہیں کہ ہر سفلہ محبت کا دعویٰ نہ کر سکے۔ (نظام الدین اولیاءؒ)
- نیکی کا آغاز تلخ اور انجام شیریں ہے لیکن بدی کی ابتدا شیریں اور انتہا تلخ ہوتی ہے۔ (معروف کرخی)
- انسان کو چار چیزیں بلند کرتی ہیں علم، حلم، کرم اور خوش کلامی۔ (بسطامیؒ)
- ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ (بایزید بسطامیؒ)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : ادارہ

اسلام میں دو سے زیادہ کوئی تہوار نہیں!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

اما بعد : اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ -

بزرگانِ محترم ! آج کی معروضات کا عنوان ہے کہ پیغمبر خدا کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے ۔

گذشتہ جمعہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے تقریر فرمائی ۔ اس سے دو جمعہ قبل سیرتِ رسول کے بارے میں چند معروضات عرض کی تھیں ۔ آج کی مجلس میں بھی آپ کی سیرت کے متعلق چند باتیں پیش خدمت کروں گا ۔

میں نے گذشتہ دو جمعہ یہ بات عرض کی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی یاد میں جلسے منعقد کرکے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے اسلام کا حق ادا کر دیا یا ایک دن جلوس نکال کر دل کو یہ طفل تسلی دینا کہ سیرتِ رسول پر عمل ہو گیا اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرکے اس غلط فہمی میں مبتلا ہونا کہ ہمیں کسی اور عمل کی اس کے بعد ضرورت نہیں ۔ تو یہ چیزیں اپنے آپ کو دھوکا اور فریب میں ملوث کرنے والی ہیں ۔

مسلمانوں کی کوئی مجلس ، کوئی فعل ، کوئی قول ، کوئی بھی یا اجتماعی کام ایسا نہ ہونا چاہیے کہ اس کام کے لیے ہم حضور کے اسوۂ حسنہ کو ، آپ کی تعلیمات کو ، آپ کے اوامر و نواہی کو ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار کو ہم اپنے لیے مشعلِ راہ نہ بنائیں ۔ سب سے پہلے عیسائی حضرات نے بڑے دنوں میں حضرت عیسیٰ کا دن اور DAY منانے کی رسم شروع کی ۔ اُن سے یورپ کی دوسری اقوام نے لے لی اور بعد میں ایشیا اور افریقہ کے مختلف خطوں میں یہ رسم چل نکلی ۔ اس لیے کبھی لینن اور کارل مارکس کا دن منایا جاتا ہے ، کبھی شیکسپیئر کی برسی منائی جاتی ہے ، کبھی گاندھی کا یوم ولادت منایا جاتا ہے ۔ ایسے ہی مسلمان کبھی بو علی سینا کا دن مناتے ہیں ، کبھی فارابی کا دن منایا جاتا ہے ، کبھی علی ہجویری کی یاد میں اجلاس اور یوم منائے جاتے ہیں اور کبھی نظام الدین اولیاء اور شیخ سہروردی کو گلہائے تحسین پیش کیے جاتے ہیں ۔

ہم اگر حقیقت پسندانہ جائزہ لیں ۔ کہ اسلام ، قرآن و حدیث ہماری اس سلسلہ میں کیا رہنمائی کرتا ہے تو جواب ہمیں نفی میں ملے گا ۔ کیونکہ یہ مغربی تہذیب کی ایسی سوغات ہے جس کو ہمارے مسلمانوں نے بھی دانستہ یا نادانستہ اپنا لیا ہے ہمارے لیے مغربی طور طریقے سند اور حجت نہیں ۔ ہمارے لیے تو قرآن و حدیث ہدایت و رشد کا سامان بنا کر بھیجے گئے ہیں ۔ اسلام کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ یہ یوم ، دن اور DAY منانا قرآن و سنت کے خلاف ہیں ۔ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں ان چیزوں کا کہیں سراغ نہیں ملتا ۔ ہم یہ چیزیں اگر عشق و محبت کے جذبات سے مغلوب ہو کر کریں تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق حضور کے ساتھ زیادہ تھا یا ہمارا زیادہ ہے ۔

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو لگاؤ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ۔ جو عشق تھا ، جو انس اور پیار تھا اور جو عقیدت و محبت تھی ۔ ہماری اور ان کی عقیدت و محبت میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ وہ حضور کا کوئی حکم سنتے ، کوئی عمل دیکھتے اس کو فوراً بجا لاتے ۔ ہم حضور کے ارشادات

رات دن سنیں ہم پہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ کردار کے غازی تھے ہم گفتار کے غازی ہیں۔ ان کا عشق عمل طور پہ حضورؐ کا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آتا تھا اور ہمارا عشق صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہے جب صحابہ کرامؓ نے اپنے دور میں حضورؐ کا یوم ولادت نہیں منایا تو کیا ہم ان سے زیادہ عاشقِ رسولؐ اور محبِ پیغمبر ہیں۔ اگر یہ چیزیں دین کا جزو ہوتیں جو میلاد کے دن ہم کرتے ہیں اور عشق و محبت کا معیار ہوتیں تو صحابہ کرامؓ بھی جھنڈیاں لگاتے، جھنڈے بجاتے۔ حضورؐ کے اس دنیا میں آنے کا دن ہی نہ مناتے پھر اس دنیا سے جانے اور کوچ کرنے کا دن بھی مناتے، سوگ کرتے، اجتماعی اور انفرادی طور پہ سوگ کے مرثیے پڑھے جاتے اور سوگ کی محافل و مجالس منعقد کی جاتیں لیکن ہمیں یہ بات کہیں نہیں ملتی۔ نہ حضورؐ کے یوم ولادت پہ جو حرکات ہم کرتے ہیں اور نہ ہی سوگ منانے کے دن کا کوئی کھوج ملتا ہے کہ ان مقدس ہستیوں نے حضورؐ کی یاد میں ہر سال، ہر ماہ یا ہر ہفتہ مختلف عنوانات سے یہ خلافِ شرع امور انجام دیئے ہوں۔

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر یہ اعلان فرمایا تھا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ کہ آج کے دن تمہارا دین کامل۔ اکمل اور مکمل ہو چکا ہے۔ اللہ نے اپنی نعمت تم پہ تام اور پوری فرما دی ہے تمہارے لیے اسلام دین پسند کر لیا ہے۔ اس لیے آج کے بعد دین میں کسی قسم کا کوئی رد و بدل، کوئی کمی بیشی، کوئی ترمیم و اضافہ اور کوئی تغیر و تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔ آج سے قبل اگر تمہارے لیے پانچ نمازیں فرض تھیں تو پانچ ہی نمازیں فرض رہیں گی۔ نہ اضافہ ہو کر چھ یا سات ہو سکتی ہیں اور نہ کم ہو کر تین یا چار رہ سکتی ہیں ایسے ہی ہر نماز کی رکعات بھی ہیں۔ آج سے قبل اگر سال میں رمضان کے مہینہ ہی کے صرف تم پہ روزے فرض تھے۔ تو آئندہ بھی فرض روزے صرف رمضان ہی کے ہوں گے۔ یہ نہیں کہ زیادہ ہو کر رمضان اور شوال دو ماہ کے روزے فرض ہو جائیں۔ یا کم ہو کر رمضان کے صرف پندرہ یا بیس دن مثال کے طور پہ رہ جائیں۔ آج سے قبل اگر زکوٰۃ سو روپے میں سے ڈھائی روپے نکالتے تھے۔ تو ڈھائی ہی رہیں گے۔ یہ نہیں کہ سو میں سے زیادہ ہو کر پانچ ہو جائیں یا کم ہو کر دو روپے رہ جائیں۔ ایسے ہی آج سے قبل اگر اسلام میں دو عیدیں تھیں تو دو ہی رہیں گی۔ ایک عیدالاضحیٰ جو حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے اور دوسری عیدالفطر جو رمضان کے روزوں کے شکریہ کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسلام میں کوئی تیسری عید نہیں۔ جب حضورؐ نے دین کے کامل ہونے کا اعلان فرما دیا۔ تو اب جو چیز دین میں داخل کی جائے گی وہ دین نہیں ہوگی بلکہ ایجاد بندہ ہوگی۔ نفسانی خواہش ہوگی اور بدعت ہوگی۔

ایسے ہی حال عید میلاد النبی کا ہے کہ اسلام میں تو صرف دو عیدیں ہیں لیکن ہم نے ایک تیسری عید اور اضافہ کر ڈالی۔ اب ہر سال خوشی مناتے ہیں اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کب تیسری عید آئے۔ جب قرآن کا اعلان حضورؐ کی لسانِ مبارک سے ہو چکا کہ دین کامل ہو گیا۔ آپؐ پر جیسے دین کی تکمیل کر دی گئی ایسے ہی نبوت کی بھی تکمیل ہو گئی۔ اب آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے نہ کسی پر وحی آ سکتی ہے۔

لیکن بدقسمتی کی بات کہ آپؐ کے زمانے میں ہی مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی جیسے کندۂ ناتراشوں نے نبوت کا دعوےٰ کرنا شروع کر دیا۔ ایک کو تو حضرت فیروز دیلمیؓ نے حضورؐ کے زمانہ میں ہی قتل کر دیا۔ اور مسیلمہ کذّاب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں واصل جہنم ہوا۔ پھر کسی کو جلد نبوت کا دعوےٰ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

انگریز جب ہندوستان میں وارد ہوا تو اس نے مسلمانوں کو جدا کرنے کے لیے، ان میں تفریق پیدا کرنے کے لیے مختلف فتنے کھڑے کیے۔ ان میں سے ایک فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا بھی تھا۔ جو انگریز کی سنگینوں کے سائے میں جوان ہوتا رہا اور انگریز اپنے اس خود کاشتہ پودے کی خوب آبیاری کرتا رہا۔ دنیا کی یہ ریت رہی ہے کہ جب بھی کوئی جھوٹا نبی ابھرا۔ اس نے اسلام میں کوئی نئی چیز داخل کی اور کوئی نہ کوئی چیز منسوخ کرنے کا اعلان کیا۔ جیسے مرزا غلام احمد نے

جہاد کو منسوخ کیا وغیرہ۔ انگریز نے بعض ایسے لوگ بھی علماء حق کے مقابل میں لائے۔ جنہوں نے کھل کر تو اپنی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ خواہ مسلمانوں کے خوف یا انگریز کی پالیسی کے پیش نظر البتہ اپنے عقیدت مندوں، مریدین اور حلقۂ احباب کو یہ وصیت ضرور کی کہ دین پر تو ممکنہ حد تک عمل کرو۔ لیکن میرا مذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ہر فرض سے بڑھ کر فرض ہے اسی وجہ سے بعض لوگوں نے تو مرزا قادیانی کو اپنا پیشوا مان لیا اور جہاد کے منکر ہو گئے اور بعض لوگ نام نہاد مجددین اور مصلحین کے دام ہمرنگ میں گرفتار ہو کر خرافات و بدعات کو دین کا جز سمجھ بیٹھے۔ آج ہم دن بدن سوسی واعظوں کے چنگل میں پھنس کر سنت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور رسومات و توہمات کو اپنا مذہب قرار دے لیا ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ پنجاب کا خطہ مردم خیز بھی ہے کہ اس میں بڑے بڑے اولیاء امت اور صلحاء ملت پیدا ہوئے۔ علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں جیسے لوگ پیدا ہوتے لیکن مردم خیز ہونے کے ساتھ فتنہ انگیز بھی ہے۔ کہ اسی خطہ میں مرزا غلام احمد اٹھا جو سب سے بڑا فتنہ جعلی نبوت کا لے کر آیا۔ مشہور منکر حدیث پرویز بھی اسی خطہ کی پیداوار ہے اور جس کا نام بھی مرزا قادیانی کے نام پر غلام احمد ہے۔ مرزا قادیانی نے اگر جہاد منسوخ کیا تو پرویز نے حج اور زکوٰۃ اور نماز کو "نظام حکومت قائم کرو" جیسی لچر اور بیہودہ تاویلوں سے منسوخ کیا۔ جہاں پنجاب میں باطل کے یہ مسخرے پیدا ہوتے تو قانون قدرت ہے بکل فرعون موسیٰ۔ ہر فرعون کے لیے اللہ موسیٰ کو پیدا فرما دیتے ہیں۔ اسی خطہ سے اللہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو پیدا کیا جس کی ضرب کلیمی سے امت مرزائیہ کے دل دہل جاتے تھے اور جس کا نام سن کر آج بھی مرزائیوں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان علماء حق کی پیروی عطا فرمائے۔ جو ساری عمر ہر باطل کے خلاف سینہ سپر رہے۔ جنہوں نے اپنی تحریر، تقریر اور تبلیغ سے لوگوں کو سیرت رسولؐ کا عملی نمونہ بنایا۔ شرک و بدعت کے خلاف جہاد کیا۔ منکرین سنت کا مقابلہ کیا۔ دنیا کے سامنے صحیح سنت رسولؐ کو پیش کیا اور لوگوں کو اتباع رسولؐ کا جذبہ اور ولولہ دیا۔

اللہ ہم سب کو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

بلا تبصرہ

تبصرہ آئندہ ہفتے (ادارہ)

درگاہ امروٹ شریف پر فائرنگ کی شدید مذمت

۲۶-۲۷ مارچ کی درمیانی جمعہ کی رات کو درگاہ امروٹ شریف پر جو فائرنگ کی گئی ہے اس کی شدید مذمت کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ دس محرم کو درگاہ امروٹ شریف کے سجادہ نشین کے جوان سال فرزند منیر احمد شاہ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد یکم اور دوم فروری کی درمیانی شب کو درگاہ امروٹ شریف پر فائرنگ کی گئی تھی اور اس کے بعد مولانا عبدالرزاق صاحب کے گھر پر بھی فائرنگ کی گئی تھی جو کہ مولانا امروٹی کے معاون خاص ہیں۔ اس مسلسل اور آزادانہ فائرنگ کی رپورٹ تک پولیس نے نہیں لی ہے جس سبب درگاہ کے متعلقین اور عوام میں سخت غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اس مسلسل فائرنگ کرنے کا مقصد درگاہ کے متعلقین اور اہل سنت والجماعت کے عوام کو مشتعل کر کے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کروانا ہے اور ساتھ ساتھ حافظ منیر احمد شاہ شہید کے مقدمہ کے گواہوں کو مرعوب و ہراساں کر کے مقدمہ سے منحرف کروانا ہے۔

نیز اس مسلسل اور آزادانہ فائرنگ سے مولانا امروٹی کے خلاف ناپاک عزائم کا ثبوت ملتا ہے اور ثابت ہو گیا ہے کہ منیر احمد شاہ شہید کی شہادت کا واقعہ خاص سازش کے تحت ہوا تھا۔

حکومت پاکستان و سندھ سے پُرزور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس مسلسل فائرنگ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کرایا جائے اور اس مسلسل فائرنگ کی اعلیٰ پیمانہ پر عدالتی تحقیقات کرائی جائے۔ ورنہ نتائج کی ذمہ داری ان فساد پسند عناصر اور انتظامیہ پر ہو گی۔

خاموشی کی فضیلت

عبدالباسط جلالوی

زبان کی حفاظت

خاموشی و سکوت اولیاء، بزرگان دین، حکماء، فلاسفہ غرضیکہ ہر ایک گروہ کے نزدیک پسندیدہ صفت ہے۔ علماء کا قول ہے۔ خاموشی اختیار کرنے میں سلامتی ہے اور فضول کلام سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس کا انجام ندامت ہے۔ کس قدر اپنی زبانوں کے مقتول قبروں میں پڑے ہوئے ہیں درآنحالیکہ بڑے بڑے شجاع اور بہادر میدان حرب و قتال میں ان سے مقابلہ کرنے سے کتراتے تھے۔

لقمان حکیم کی بیٹے کو نصیحت

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت میں فرمایا تھا کہ اے بیٹے! جب لوگ اپنے کلام کے حُسن اور خوبصورتی کی وجہ سے فخر کا اظہار کریں تو تم خاموشی کے ذریعہ فخر کرنا۔

محدثین کی احتیاط

محدثین کا یہ حال تھا کہ وہ اس شخص سے روایت نہیں کیا کرتے تھے جو کثرت کلام میں مبتلا ہو۔ چنانچہ شعبہ کہتے ہیں۔ میں نے حکم ابن عتیبہ سے کہا تم زاذان سے کیوں روایت نہیں کرتے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ کثرت کلام کے مرض میں مبتلا ہے۔

عن شعبۃ قال قلت للحکم ابن عتیبہ لم لم تروعن زاذان قال کان کثیرا لکلام (کتاب الکفایہ فی علم الروایۃ ص۲ خطیب بغدادی)

شبراوی کا حکیمانہ قول

خاموشی باعث زینت ہے اور سکوت میں سلامتی ہے اگر گفتگو کرو تو زیادہ گفتگو سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لیے کہ میں خاموشی پر کبھی نادم نہیں ہوا۔ البتہ کئی مرتبہ گفتگو و کلام پہ مجھے پشیمانی لاحق ہوئی ہے۔

انسان کا تقوےٰ

بعض علماء کا قول ہے انسان کا تقوٰی اس کی گفتگو سے واضح ہو جاتا ہے۔ (قوت القلوب ص۱۱۹)

عالم کی آفت

کہا گیا ہے کہ عالم کی آفت یہ ہے کہ کلام اس کے نزدیک خاموشی سے زیادہ پسندیدہ ہو (قوت القلوب ۱۱۹)

علماء کی خاموشی سے علمی فائدہ کا حصول

حماد بن زید نے ایوب سے کہا کہ علم آج کل زیادہ ہے یا گزرے ہوئے زمانہ میں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ علم تو ماضی ہی میں زیادہ تھا۔ اس وقت لوگ علماء کی خاموشی سے اتنا علمی فائدہ حاصل کر لیتے تھے جتنا کہ تم ان کی گفتگو سے نفع اندوز ہوتے ہو۔

ربیع بن خثیم کی عادت

ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں۔ آپ کی عادت مبارکہ ہمیشہ خاموش رہنے کی تھی کبھی کوئی فضول کلمہ اپنی زبان سے ادا نہیں کرتے تھے۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں جو بیس سال تک آپ کی خدمت میں رہا مگر اس طویل ۔۔۔ میں

(باقی صفحہ ۱۲)

مسلم وہ ہے جو کلمہ گو ہو یعنی جو شخص اسلام کے کلمہ طیبہ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے تقاضوں کا پابند ہو وہ ملت مسلمہ کا فرد کہلانے کا مستحق ہے۔ اسلام لانے کے لیے ہر کافر کو یہی کلمہ پڑھایا جاتا ہے اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ کے تقاضے یہ ہیں :۔

دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا عہد کرے کہ

۱۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

یعنی اللہ ایک ہے، وہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی اور نہ اِلٰہ ہے اور نہ عبادت کے لائق ہے۔ اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اس کی جملہ تعلیمات اور احکام برحق ہیں ان پر ایمان رکھنا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ کی اطاعت کرنے پر ثواب اور انعام ملنے کا اور نافرمانی کرنے پر گنہگار ہونے اور سزا ملنے کا عقیدہ رکھنا توحید کا تقاضا ہے۔

۲۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو) اللہ کے احکام اور تعلیمات پہنچانے والے اور توحید کے تقاضوں کو پورا کرانے والے ہیں۔ وہ اللہ کی وحی کے حامل، رسالت کے امین اور اللہ کی عبادت کے طریقے سکھانے والے ہیں۔ اللہ کی وحی اور رسالت کا نام قرآن مجید ہے اور اس پر جس طرح آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کرکے نمونہ قائم فرمایا۔ اس کا نام سنّت اور اسوۂ حسنہ ہے اللہ پر ایمان لانے اور عبادت کرنے کا یہی صحیح طریقہ ہے۔

کلمہ طیبہ کے مذکورہ تقاضوں کے برخلاف جو شخص یہ ایمان اور عقیدہ رکھے کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے یا اللہ کا کوئی شریک ہے جو کلّی یا جزوی طور پر عبادت کے لائق ہے۔ اور آنحضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی اور صاحب وحی ہے جس پر ایمان لانا چاہیے تو ایسا ایمان اور عقیدہ رکھنے والا شخص اور نبوّت و وحی کا مدعی دونوں کافر اور مشرک ہیں

اس مختصر تعریف کی وضاحت اور تفصیل قرآن مجید کی بہت سی آیتوں اور آنحضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثوں میں بیان کی گئی ہے۔ مثلاً سورۂ بقرہ کی پہلی پانچ آیتوں اور آیت نمبر ۱۷۷ کا مطالعہ کریں۔ اور مندرجہ ذیل "نکتہ" پر خاص توجہ دیں۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (۲/۴)

اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اس تعلیم پر جو
اے نبیؐ! آپ پر نازل کی گئی اور جو آپ سے
پہلے نازل کی گئی۔

نکتہ یہ ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے وحی اور کتابیں نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتی رہی ہیں جن کا سلسلہ آنحضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا ——— آپؐ پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ چنانچہ اُسی وحی پر ایمان لانے کے لیے کہا گیا ہے جو آپ پر نازل ہوئی اور آپؐ سے پہلے نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوئی ——— اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو آپؐ کے بعد آنے والے نبیوں اور نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانے

کے لیے بھی کہا جاتا۔ مگر قرآن مجید کی کسی آیت میں اس قسم کا اشارہ تک نہیں۔ اس نکتہ کی مزید وضاحت سورۂ مائدہ کی آیت ۳ میں حسب ذیل ہے :۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (۵/۳)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا ہے"

اللہ جلشانہٗ کا یہ شہنشاہی فرمان وحی نبوت و رسالت کی تکمیل اور دین کی نعمت کے پورا ہو جانے کی نہایت واضح دستاویز ہے۔ اسی کی اتباع میں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی حدیث مبارکہ ہے۔ ان واضح احکامات کے مطابق ایمانیات کا اجرا بند ہو چکا ہے۔ اور آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ایمانیات کی حد بندی اور تکمیل کر دی گئی ہے۔ یہی فلسفہ ختم نبوت ہے۔ اب قیامت تک آپ ہی کا عہد نبوت و رسالت ہے۔

لہٰذا ہر کلمہ گو اور دائرہ اسلام میں رہنے والا شخص (مسلم) کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنے آپ کو کلمہ طیبہ کے تقاضوں کا پابند رکھے۔ اِن حدود سے باہر نہ جائے نہ ان حدود میں کمی بیشی کا عقیدہ رکھے اور ان لوگوں کو قطعی کافر سمجھے جو کلمہ طیبہ کے تقاضوں کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہوں۔

آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص یا جو گروہ اجرائے ایمانیات کا قائل ہے اور جو شخص وحی و نبوت کا دعوےٰ کر کے اپنے اوپر کسی حیثیت سے بھی ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے وہ اللہ پر افترا باندھتا ہے اور اسلام کا باغی ہے اور جو لوگ ایسے شخص پر ایمان لائیں یا اُسے کسی درجہ میں بھی اپنا پیشوا مانیں وہ نادان، گمراہ اور کافر ہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دینا مناسب ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ کے دنیا میں دوبارہ تشریف لانے کے بارے میں احادیث کی کتابوں میں بعض روایات موجود ہیں۔ ان کا مدعا یہ ہے کہ :

"آنحضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ (کوئی اور شخص نہیں) فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لیے دنیا میں تشریف لائیں گے وہ اس فریضہ کو ایک مسلم ہادی کی سربراہی میں ادا کریں گے اور یہ جہاد یہودیوں اور نصرانیوں کے خلاف ہو گا۔

یہ ایک موقّت اور محدود عمل ہو گا۔ اس میں نبوّت کے دعوے اور ایمان لانے کی دعوت کی کوئی بات نہیں۔ یہ ایک پیش گوئی ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام پہ تجدید ایمان کا حکم نہیں وہ پہلے سے نبی اور رسول ہیں۔ کسی نبی اور رسول کے بارے میں تجدید ایمان کی ضرورت نہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔

بقیہ : خاموشی کی فضیلت

ان کی زبان سے میں نے کوئی ایسا کلمہ نہیں سنا کہ جس پر تنقید کی جا سکے۔ (طبقات ابن سعد صـــ ۲۰۶ ج ۶)

عالم کی زینت اور جاہل کا پردہ

علماء سلف کا فرمان ہے کہ خاموشی عالم کے واسطے باعثِ زینت ہے اور جاہل کا پردہ ہے۔

امام شافعیؒ کا فرمان

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خاموشی اور فکر اختیار کرنے کی کوشش کرو۔

نوٹ : خاموشی کے یہ فضائل فضول و لایعنی کلام سے پرہیز کی صورت ہی میں ہیں۔ ورنہ حق کے اظہار کے وقت خاموش رہنا شیطان اخرس کا فعل ہے۔

حمد باری تعالیٰ

الحاج ماسٹر عبدالحمید، مدنی کارپوریشن، لاہور

باسمِ کلّھا اسماء حُسنہ واتعظّام ! — بنام ربِّ جہاں ذوالجلالِ والاکرام
شریکِ ذات ہے جس کا نہ ہے شریکِ صفات — شریکِ قافیہ جس کا نہ ہے شریکِ نام
وہ ماورائے ازل اور ماورائے ابد — نہ اس کی ابتدا کوئی نہ اس کا اختتام
اس کے لیے کُن پہ ہے دار و مدارِ دَورِ زماں — اس کی شان سے قائم ہے چرخِ نیلی فام
وہ بے نظیر، عدیم المثال، بے ہمتا ! — اَحد، صمد، غنی، غفار و لایزال و سلام
وہ غیب اسی کا ہے اور شہود اسی کا ہے — سکوت و خامشی اس کی، اُسی کا نطق کلام
وہ عرش و کرسی و جبروت و لامکان و مکاں — رگِ گلو، دلِ آشفتہ سب اسی کے مقام
اسی کے ذکر سے پاتے ہیں اطمینان قلوب — اُسی کی یاد سے حاصل دلوں کو ہے آرام
فضا اُسی کی ہے یہ بحر و بر اسی کے ہیں — اُسی کے شمس و قمر ہیں اُسی کے صبح و شام
بہار اُس کی، اُسی کے ہیں برگ و غنچہ و گلُ — شجر شجر ہے چمن رشکِ شاہدِ گلفام
اُسی کا میکدہ عرفان' اسی کی ہے وحدت — وہی ہے ساقی' واحد اسی کے شیشہ و جام
کشادہ طائر و ماہی پہ اس کا خوانِ کرم — وظیفہ خوار اُسی کے خواص ہوں کہ عوام
وہی ہے کاتبِ قسمت اُسی کے لوح و قلم — اسی کے علم میں مخلوق درج نام بنام
نہ اُس کے حکم میں تقدیم ہے نہ تاخیر — نہ زیست عمر معیّن بے برگ بے ہنگام
اُسی نے آتشِ نمرود کو کیا گلزار — بھڑکتے شعلوں میں بخشا خلیلؑ کو آرام
بنائے راستے سیلِ رواں میں موسیٰؑ کو — ڈبویا نیل میں فرعون کو بے نیل و مرام
فرعون ہو کوئی شدّاد ہو کہ ہو نمرود — رہا خدائی کے دعویٰ میں ہر کوئی ناکام
اِلٰہ اور نہیں لا اِلٰہ اِلّا اللہ ! — ربوبیت ہے اُسی کی ایسا کُلّی ہے نظام
کرم ہے اُس کا کہ مخلوق کی ہدایت کو — رسولؐ لائے ہر ایک دَور میں اُسی کا پیام
وحی اُس کی اُسی کا ہے رویاء و الفتا — اُسی کا روح الامین ہے اُسی کا ہے الہام
نزولِ اقرار اُسی کا اُسی کا اَکملتُ — اُسی کی آخری نعمت ہے نعمتِ اسلام
اُسی کے ہاتھ ہے عزت دے چاہے ذلت دے — قدیر و قادرِ مطلق ہے حاکمِ حکّام
نہ لب کشائی کی جرأت کسی کو اُس کے حضور — مجالِ چون و چرا نے مجالِ استفہام
ہر ایک شے کو فنا ہے ہر ایک نفس کو موت — بقا اُسی کے ہے طابع وہی دوام و مدام

وہ کارساز ہے حلّ مشکلات حمیدؔ
اُسی کے نام سے پاتے ہیں کام سرانجام

نئے انقلاب کی ضرورت اور اس کے اصول

شیخ بشیر احمد بی اے لودھیانوی (مرحوم)

سیدنا ابراہیمؑ کا دور

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اب سے کوئی چار ہزار سال پہلے عراق کے شہر عور میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ ان کا زمانہ انسانی تاریخ میں ایک سنگِ میل کا حکم رکھتا ہے کیونکہ آپ کے زمانے سے نوعِ انسان کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے پہلے جتنے معاشرے گزرے ہیں، ان میں سے ایک ایک معاشرے (قوم) میں الگ الگ نبی آتا رہا اور اس معاشرے کو تعلیم دیتا رہا۔ لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد نوعِ انسانی کا ایک اجماعی اور اجتماعی دور شروع ہونے والا تھا جس کا مقصد "انسانی عالمگیر اتحاد" تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں سیدنا ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ:

(سورہ بقرہ ۲: ۱۲۴) (میں تجھے تمام انسانوں کا امام بناؤں گا) یہ گویا سیدنا ابراہیمؑ کی بین الاقوامی (عالمگیر) پوزیشن کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مجمعِ انسانی کے امام مقرر کیے جا رہے ہیں۔ یہ آنے والے انسانی اجماعی دور کی پیشین گوئی ہے۔

سیدنا ابراہیمؑ کی نبوت کے دو اہم پہلو

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کے دو اہم پہلو ہیں۔

۱۔ توحیدِ باری: یعنی خدا تعالےٰ کو ایک اور صرف ایک ماننا اور کسی شخص یا چیز کو اس کے کسی کام یا صفت میں شریک تسلیم نہ کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سے قبل لوگ جس جس شکل میں بھی شرک میں مبتلا تھے، اس سے ہٹ کر صرف توحیدِ خالص کو ماننا۔ اسی کا نام "حنیفیت" ہے۔ چنانچہ خود سیدنا ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ قل اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (سورہ انعام ۶: ۷۹) یعنی میں سب نام نہاد خداؤں اور دیوتاؤں سے منہ موڑ کر صرف اس ذات کی طرف توجہ کرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے ہیں۔ پھر یہ حکم دیا گیا کہ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ط فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا ط (سورہ روم ۳۰: ۳۰) (تو اپنا رخ دینِ حنیفی کی طرف کر جو وہ فطرتِ الٰہی ہے جس پر نوعِ انسانی کو پیدا کیا گیا ہے) غرض دعوتِ حنیفی کی فکری بنیاد اس توحید پر ہے جس میں کسی غیر فکر کا کوئی دخل نہیں۔

۲۔ خدمتِ خلق: یعنی نوعِ انسانی کے ہر ایک فرد کی خدمت کرنا بلکہ ہر ایک بھوکے پیاسے کی ضرورت پوری کرنا حنیفیت کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہ نہ ہو کہ معاشرے کی دولت سے صرف اغنیاء فائدہ اٹھائیں بلکہ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً ۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ (سورہ الحشر ۵۹: ۷) کے حکم کے مطابق وہ سارے معاشرے میں گردش کرتی رہے، کہ نہ کوئی بے کار رہے نہ بھوکا۔

دعوتِ حنیفیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو فرزند ارجمند تھے۔ (۱) حضرت اسحٰقؑ اور (۲) حضرت اسمٰعیلؑ

حضرت اسحٰقؑ اس مقام پر پیدا ہوئے جسے فلسطین کہتے ہیں۔ اور ان کی نسل حضرت یعقوبؑ تھے۔ جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا۔ اس لئے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ بنی اسرائیل پر یہ بوجھ ڈالا گیا کہ وہ دعوتِ حنیفیت کو عام کریں، لیکن انہوں نے یہ فریضہ پوری طرح سے ادا نہیں کیا اور شعوبیت اور قبائلیت میں پھنس کر رہ گئے۔

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور

جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ بنی اسرائیل دعوتِ حنیفیت کی خدمت نہیں کر رہے تو اس نے انہیں منسوخ کر کے ان کی جگہ بنی اسمٰعیل (قریش) کو مقرر کیا جن کی تعلیم کے لئے ایک نبیِ عظیم متعین فرمایا۔ وہ تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کا فریضہ یہ بیان کیا گیا: یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (سورہ الجمعہ ۶۲: ۲) (یعنی یہ نبی لوگوں کے سامنے آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتا ہے، انہیں بدنی اور فکری ہر قسم کی ناپاکیوں سے پاک کرتا ہے، انہیں کتابِ الٰہی جو قانونِ الٰہی پر مشتمل ہے سکھاتا ہے اور اس کتابِ حکیم کے اندر جو حکمت ہے، اس کی تعلیم دیتا ہے)

اسلامی انقلابی جماعت

اس نبیِ عظیمؐ کی تعلیم کی بنیاد انقلاب پر تھی۔ یعنی آپ نے حنیفی فکر (ایمان)

پر ایک جماعت تیار کی جس میں علم عام کیا اور انسانی ضرورتیں پوری کرنے کا نظام پیدا کیا۔ اس فکر کی اشاعت اور تعلیم کا حکم دیا:
(تم تک ایک آیت بھی پہنچے تو وہ بھی دوسروں تک پہنچاؤ) بلکہ فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (تم میں سے بہترین انسان وہ ہیں جو قرآن سیکھ کر دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں) اس انقلابی جماعت کا فریضہ یہ بھی مقرر کیا کہ معاشرے میں کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ اور ساتھ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کیا۔ چونکہ نوع انسانی کی بنیاد بدنی ارتقاء اور فکری ارتقاء پر ہے۔ اس لئے اس قسم کا مکمل نظام پیدا ہو جانے کے بعد کسی اور معلّم کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ یہ نظام انسان کی نوعی ترقی کے لئے ہر دور اور زمانے کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اس لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہ رہی۔ اسی لئے آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا۔

آپ کی تعلیم کا انقلابی پہلو آپ کے ساتھ خاص ہے۔ بنی اسرائیل یہ نہ کر سکے۔ لیکن بنی اسمٰعیل نے انقلاب کے ذریعے سے حنیفی (اسلامی) تعلیم کو سارے کرۂ زمین پر پھیلا دیا۔ چنانچہ اسلام کا سیاسی اور فکری نظام ایک وقت سرحد چین سے بحر اوقیانوس تک چھایا ہوا تھا۔ یہ رقبہ رومی سلطنت کے بڑے سے بڑے رقبے سے دو گنے سے زیادہ تھا۔

اسلامی انقلاب کے بعد ارتجاع اور پھر انقلاب کے ادوار

جب اسلامی انقلاب میں ارتجاع پیدا ہوا۔ اسکے اہل علم کا رکن انقلاب کی طرف رجوع ہوئے۔ چنانچہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں ہر ملک میں بار بار اسلامی انقلاب آچکا ہے۔ اس انقلاب میں اجتماعیت بھی رہی اور بادشاہت بھی آئی۔ لیکن اس کی بادشاہت قانون کی بھی مالک ہوا کرتی تھی۔ لیکن اسلامی بادشاہت نے کبھی قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ ہمیشہ قانون قرآن اور صرف قرآن کا چلتا رہا۔ بلکہ بادشاہ خود اس قانون کے تابع رہا۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں تاریخ اسلام میں ملتی ہیں کہ جب کسی بادشاہ نے اپنا قانون چلانا چاہا، جمہور نے اُسے تخت سے الگ کر دیا۔ یا اگر بادشاہ نے قانون شکنی کی تو اسے بھی قاضی مملکت کے سامنے پیش ہونا پڑا۔

انسانی اجتماع کا نیا دور

یہ دور صدیوں تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ انسانی اجتماع کا ایک نیا دور آنے والا ہوا۔ اس دور میں نئے علوم کا غلبہ ہوگا اور نیا مشینی دور شروع ہوگا اس کا آغاز اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ لیکن اس نئے دور میں اہل علم اور عیسائی پادریوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ جس کی وجہ سے پادریوں نے سائنسدانوں کو قتل کر دیا آگ میں جلا دیا۔ اس لئے نیا علمی طبقہ اہل مذہب کے خلاف ہوگیا۔ اور نئی سائنس کا رُخ مادہ پرستی کی طرف کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے اعلان کیا کہ دنیا میں مادہ ہی مادہ ہے۔ اس کے ماسوا کوئی چیز نہیں ہے۔ اہلِ علم کی اس غلطی سے مذہب ہی کا خاتمہ نہیں ہوا بلکہ مادہ پرستی پیدا ہوگئی جس کا نتیجہ سرمایہ پرستی اور سرمایہ داری کی شکل میں ظاہر ہوا۔

نیا حکیم اور نیا نظامِ حکمت

عرصے تک یہ غلط روش چلتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نئے دور کی اصلاح کے لئے ایک نیا حکیم پیدا فرمایا۔ وہ تھے امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۷۰۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے آنے والے دور کے لئے نیا نظامِ حکمت مرتب کیا جس میں انہوں نے اعلان کیا کہ:

۱۔ مادہ غیر مادّی ہے۔ وہ ایک قوت ہے جو مادی شکل اختیار کر لیتی ہے اور پھر مادہ پھٹ کر قوت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

۲۔ مکان، زمان اور مادہ اصل میں ایک ہی چیز کی تین شکلیں ہیں۔

۳۔ سیاسیات میں انہوں نے اعلان کیا کہ اب اہلِ علم و حکمت سیاست چلائیں گے۔

۴۔ اراضی کی ملکیت کے متعلق اعلان کیا کہ اس کا اصل مالک خدا ہے جو خالقِ مادہ ہے۔ اور زمین کی ملکیت کے معنی صرف یہ ہیں کہ کاشتکار زمین سے معاشرے کے حق میں انتفاع کرے۔ حقیقت میں وہ مالک نہیں۔ حکومت صرف زمین کی امین (CUSTODIAN) ہے۔ اگر کاشتکار زراعت کا پیشہ چھوڑ کر کوئی اور پیشہ اختیار کرے، تو حکومت اس کی زمین پر قبضہ کر کے کسی دوسرے کاشتکار کو دے دے گی۔

۵ کارخانوں کے سلسلے میں انہوں نے کہا کہ مالک اور مزدور آپس میں تعاون سے کام کریں۔

۶۔ عام طور پر آپ نے اجتماعی تعاونی نظام کی سفارش کی۔ تاکہ مشقت کم ہو اور پیداوار زیادہ ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو، ناجائز منافع خوری، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور استحصال کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ ساری زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت اجتماعی تعاونی انجمنوں کے تحت کر دی جائے اور ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے مطابق کام کرے اور اجرت پائے جو اس کی ضرورتیں پوری کر دے اور سب متوسط معیار زندگی (رفاہیت بالغہ) کا خاتمہ کر دیا جائے۔

۷۔ ہر شخص اپنے نفس کو پاک کرے، اسلامی شریعت پر عمل کر کے اخلاق عالیہ پیدا کرے، نماز ذکر اور تلاوت سے اللہ کا تقرب حاصل کرے، اس کے ساتھ اتصال پیدا کرے یہاں تک کہ وہ درجہ احسان حاصل کرے۔

برعظیم ہند میں نئے سیاسی دور کا افتتاح

غرض امام ولی اللہ دہلوی

نے اقتصادیات، سیاسیات، اخلاقیات، روحانیات وغیرہ میں قرآن حکیم اور تاریخ اسلام کے پہلے دور (دورِ نبوی) سے اخذ کر کے تمام اصول وضع کئے اور کوشش کی کہ برعظیم ہند میں ایک نیا سیاسی دور شروع کیا جائے۔

اس نئے دور کے پہلے کارکن حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ تھے۔ سید احمد شہیدؒ کے نانا امام ولی اللہ دہلویؒ کے خاندان میں مرید تھے اور مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ امام ولی اللہ دہلویؒ کے پوتے تھے۔ بدقسمتی سے ان کی کوششیں ۱۸۳۱ء کی جنگ بالاکوٹ میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں ناکام ہوگئیں۔ لیکن جماعت کے کارکنوں نے دیوبند میں از سرِ نو نظام پیدا کرنے کی کوشش کی۔

برعظیم ہند پر مغربی اقوام کا غلبہ

اس اثنا میں مغربی اقوام کا برعظیم ہند پر غلبہ ہوگیا۔ اور انگریزوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ لیکن امام ولی اللہ دہلویؒ کی جماعت کے افراد نے (مثلاً حاجی امداد اللہ وغیرہ نے) انگریزوں کے خلاف محاذ قائم کر کے انہیں نکالنے کی کوشش کی۔ امام ولی اللہ دہلویؒ برعظیم ہند میں غلبہ اسلام کے متمنی تھے۔ لیکن اس برعظیم کی برہمن جماعت اور غیر ملکی سرمایہ دار جماعت — انگریز — نے اس برعظیم میں سرمایہ دارانہ نظام جاری کر لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ صحیح معنوں میں عوامی حکومت قائم نہ ہو سکی۔

امام ولی اللہ کے افکار پر نئی انقلابی جماعت کی ضرورت

اب اس امر کی ضرورت ہے کہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے افکار پر پھر ایک نئی انقلابی جماعت کام کرے اور سیاسیات و اقتصادیات کو اسلامی روحانیت کے تابع کر کے آگے بڑھے۔ اس دور کے علوم جدیدہ نے مادہ پرستی کو علمی لحاظ سے غلط ثابت کر دیا ہے۔ اور تسلیم کر لیا ہے۔ کہ فضائی کرنیں جو غیر مادی کرنیں ہیں، مادہ پیدا کرتی ہیں۔ جن میں ایسے ذرے بھی ہوتے ہیں جو نیم مادی اور نیم غیر مادی ہیں یہی وہ چیز ہے جسے امام ولی اللہ دہلویؒ کی اصطلاح میں قوتِ مثالیہ کہا جاتا ہے اور طبعیات جدیدہ میں میسانک قوت MESONIC ENERGY کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی امام صاحب کے اس اصول کو بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مادہ، مکان اور زمان تینوں اصل میں ایک ہی چیز ہیں۔ یہ نظریہ اضافیت کہلاتا ہے لیکن اس فکر کے اصل بانی امام صاحب ہیں۔

مادیت اور مادہ پرستی کا خاتمہ

اس دور میں مادہ ختم ہو چکا ہے اور اس کی جگہ میسانک قوت (MESONIC ENERGY) کا فکر آگیا ہے۔ یہ مادہ پرستی کی جڑ کاٹنے والا فکر ہے۔ جس کے بانی امام صاحب ہیں۔ اس لئے اب ضرورت ہے کہ انقلابی جماعت سیاسیات اور اقتصادیات کو قرآن حکیم کے تابع لا کر کام کرے۔ قرآن حکیم کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے علوم جدیدہ — طبعیات جدیدہ، کیمیاء جدیدہ، معاشریات جدیدہ، حیاتیات جدیدہ وغیرہ — کی ضرورت ہے۔ ان علوم میں سے مادہ پرستی کا غلط پہلو خارج کرنے اور انہیں قرآن حکیم کے ساتھ تطابق دینے کے لئے حکمتِ امام ولی اللہؒ کی ضرورت ہے اس لئے ہمارے سکولوں اور کالجوں میں نیا نصاب تعلیم نافذ ہونا چاہیئے جسے امام صاحب کی حکمت کی بنیاد پر استوار کر کے قرآن حکیم کے ماتحت لایا جائے۔ یہ جامع نظام تعلیم ہوگا جس میں موجودہ دینی اور دنیوی علوم کی دوئی ختم ہو جائے گی۔ جدید سائنس کی تحقیقات کے لئے جدید تجربہ گاہیں (LABORATORIES) قائم کی جائیں جن میں قرآن حکیم کی آیات کو محلِ تحقیق بنایا جائے۔ مثلاً سورۂ یٰسین میں آتا ہے کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ (۳۶ : ۳۶) اس آیت میں تین قسم کی چیزوں کے نر و مادہ کا ذکر ہے (۱) نباتات (۲) حیوانات اور (۳) غیر ذی روح اشیاء۔ نئی تجربہ گاہ قائم کر کے ان تینوں کی جدید روشنی میں تحقیقات کی جائیں خصوصاً مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ (ان چیزوں کے جوڑے جنہیں تم نہیں جانتے) ایسے ہی قرآن حکیم کی سینکڑوں آیات تشنۂ تحقیق ہیں ہر ایک کے لئے جدا جدا تجربہ گاہیں قائم کر کے کام کیا جائے۔

نئی حکومت اور نئی سیاست

ان امور کے لئے نئی حکومت کا فرض ہے کہ وہ نئی سیاست کی بنیاد انقلاب پر رکھ کر اسے قرآن حکیم کی جدید روشنی میں تحقیقات کے ساتھ ملا کر کام کرے۔

نئی انقلابی جماعت کا فرض — خدمت عوام

نئی انقلابی جماعت کا یہ بھی فرض ہوگا کہ وہ عوام کے لیے ضروریات زندگی کا مکمل انتظام کرے۔ یہ انتظام عملی ہونا چاہیے نہ کہ صرف زبانی یا اعلانی

پاکستان کا روشن مستقبل

یہ نظام پاکستان میں قائم ہو جائے تو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ ملک سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک بن جائے گا۔ اور اسے عالم اسلام بلکہ دنیا میں تاریخی مقام (امامت اقوام) حاصل کرنا مشکل نہیں ہوگا۔

★ ناجائز امور پر ضد کرنا عقلمندی نہیں — حماقت ہے — اور اسی طرح ہے جیسے کہ برائی پر مداومت۔

★ اڑنا ہے تو نیکی پر اڑ — اور مرنا ہے تو حق پر مر!

رابطہ عالم اسلامی کی تین اہم قراردادیں

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

از مولانا سمیع الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مکہ معظمہ کی رابطہ عالم اسلامی نے محل وقوع کے تقدس اور عالم اسلام کے دینی فکری اور سیاسی مسائل میں گہری دلچسپی لینے کی وجہ سے مسلمانوں کی نظروں میں ایک وقیع مقام حاصل کر لیا ہے۔ رابطہ نے اپنی مجلس تاسیسی میں عالم اسلام کے معتمد اور جید علماء کو سمو لیا ہے۔ اس وقت جبکہ انفرادی اجتہادات کی گنجائش نہیں۔ عالم اسلام کو درپیش علمی اور سیاسی مسائل میں ایسے نمائندہ اجتماعی فیصلوں سے بڑی تقویت ملتی ہے، اور عالم اسلام کو ضروری ہے کہ رابطہ کے اہم فتووں اور قراردادوں کو لائق اعتنا سمجھے، اس سال بھی رابطہ نے 15 ذی قعدہ سے یکم ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ تک رابطہ کے طویل اجلاسوں کے اختتام پر اسلامی دنیا سے متعلق نہایت اہم قراردادیں پاس کیں، جن میں سے چند ایک قراردادوں سے مسلمانان پاکستان کی آگاہی بھی ضروری ہے۔

قادیانیت

قرارداد نمبر ۱ کا تعلق قادیانیت سے ہے اس مسئلہ میں رابطہ کا کردار ابتداء سے نہایت شاندار رہا ہے۔ اب ایک بار پھر اس مسئلہ میں رابطہ کی مجلس تاسیسی نے دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں کی متفقہ قراردادوں کی تائید و توثیق کی ہے۔ اور قادیانی فرقہ کو خارج از اسلام قرار دیتے ہوئے اسلامی ممالک سے کہا ہے کہ وہ پاکستان، ملائیشیا، اور نائیجیریا کی طرح اسے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اور اپنے ہاں انہیں کافروں جیسی حیثیت دے، اور ایسے واضح قوانین مرتب کر دیں جس کی رو سے کوئی قادیانی مسلم افواج یا دیگر اہم مناصب پر فائز نہ ہو سکے۔ غیر مسلم ممالک میں واقع اسلامی اداروں اور تنظیموں سے بھی کہا گیا ہے کہ اسی نہج پر قادیانیت کے خلاف سرگرمیاں تیز کر دیں۔ اس کے علاوہ مسلم اور غیر مسلم ممالک میں قادیانیوں کی قلعی کھولنے اور ان کے غیر اسلامی کردار اور عزائم سے متعارف کرانے کے لئے مذاکرات اور اجتماعات کا اہتمام کیا جائے (مجلہ رابطہ عالم اسلامی ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ)

رابطہ کی اس قرارداد پر سب سے زیادہ توجہ پاکستان کو دینی چاہیئے اس لئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دینے سے ہماری مسؤلیت ختم نہیں ہو جاتی نہ عالم اسلام کا یہ مار آستین ایسے کسی رسمی فیصلے سے ختم ہو سکتا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد دنیائے اسلام میں قادیانیوں کی سرگرمیاں نہ صرف یہ کہ بڑھتی جا رہی ہیں بلکہ آئے دن منصوبہ بندی کے اعلانات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ربوہ کی حالیہ سالانہ کانفرنس میں مرزا ناصر نے "جہاد" کا بھی اعلان کیا ہے۔ یہ جہاد خلاف؟ قادیانیوں کے خلاف یا عیسائیوں کے خلاف؟ یا پھر ان یہودیوں کے خلاف جنہوں نے روز اول سے مرزائیوں کو خاص مراعات سے نوازا ہے، اور اسرائیل میں مرزائی مشنوں اور مراکز کے قیام کی حوصلہ افزائی کی ہے، یا پھر یہ جہاد اپنے ولی نعمت برتی مغربی استعمار کے خلاف؟ اس سوال کا جواب خود مسلمانوں کو تلاش کرنا ہے۔ صیہونیت سے قادیانیوں کے خفیہ اور اعلانیہ روابط کا ذکر بارہا آ چکا ہے۔ اور اب حال ہی میں نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۵ء نے ادارہ پال مال لندن سے شائع ہونے والے ایک یہودی پروفیسر آئی آئی دفاقی کی تصنیف۔ اسرائیل اے پروفائل۔ کے حوالے سے انکشاف کیا ہے کہ "اسرائیل نے پاکستانی قادیانیوں کو اپنی فوج میں بھرتی ہونے کی اجازت دی ہے" اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۶۷ء تک نہیں بلکہ ۱۹۷۲ء تک اسرائیلی فوج میں ۶۰۰ پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اور صیہونی دشمنوں نے قادیانیوں کے شانہ بشانہ اپنی سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں۔ بہائی فرقہ جسے برطانیہ اور یہودیوں نے روز اول سے خاص عنایت سے نوازا ہے، حیفہ میں مقیم برطانوی گورنر نے عبدالبہاء کو خلعت اور اعزازات دیتے

یہاں تک کہ آج بہائی تحریک کا بین الاقوامی ہیڈ کوارٹر اسرائیل کے حیفہ میں واقع ہے۔ جب کہ مرزائیوں کا اسرائیلی اہم مشن بھی حیفہ ہی میں ہے۔ قومی اسمبلی کے اقلیت قرار دینے کے فیصلے کے بعد بہائیوں نے یکایک اپنے کام کو تیز تر کر دیا۔ اور ملک میں جگہ جگہ ختم نبوت کے خلاف تقاریر کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ صہیونیت کے ساتھ بہائیوں کے گہرے ربط و تعلق کو دیکھ کر پچھلے سال عرب ممالک کی مقاطعہ کمیٹی نے بہائیوں پر مکمل پابندی لگا دینے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ہاں مرزائیوں کی طرح بہائیوں کو کھلی چھوٹ ہے اور اسلام اور خاتم النبیینؐ کے خلاف کام بین الاقوامی یک جہتی امن پسندی اور انسانی یک جہتی جیسے اصولوں کے نام پر ہو رہا ہے۔

اسرائیلی فوج میں مرزائیوں کی بھرتی ادھر حیفہ میں بہائیوں اور مرزائیوں کے مراکز اور طریقِ کار اور اصولوں میں یگانگت یہ سب باتیں کسی تبصرے کی محتاج نہیں۔ پاکستان اسلامی برادری کا اہم رکن ہے۔ اور اسرائیل عالم عرب اور عالم اسلام کا بد ترین دشمن ہے۔ لبنان کے حالیہ واقعات میں اسرائیل کا گھناؤنا کردار کس سے مخفی ہے۔ کیا واقعی پاکستان کے قادیانی اسی اسرائیل کے دست و بازو ہیں۔ جو عالم عرب کے دل میں اسرائیل کے بعد ایک اور خنجر پیوست کرنے میں مصروف ہے۔ اور جس کی ذلیل نظریں اب مدینہ طیبہ پر لگی ہوئی ہیں۔ یہ اسرار اور اخبار اگر کبھی حقائق بنکر عالم عرب کے سامنے آگئے تو اسلامی برادری میں پاکستان ان کو اٹھانے کے قابل رہ سکے گا؟

قرارداد ۔ الفلم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم علیہ السلام، صحابہ کرامؓ اور شعار اسلام کے بارہ میں دشمنانِ اسلام کی سازشوں سے فلموں کی جو وبا چل پڑی ہے۔ یہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ رابطہ کی مجلس تاسیسی نے متفقہ طور پر اس بار بھی اسے حرام قرار دیا ہے۔ اور ایسی کوششوں کو مقام و منصب رسالت کی توہین، عدوان اور ایذا قرار دیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ ایسی حرکات شانِ نبوت کی اس توقیر و تعظیم کے سراسر منافی ہیں۔ جسکا حکم خداوند کریم نے قرآن مجید میں بار بار دیا ہے۔ اسی طرح صحابہؓ کی زندگی کو فلمانا بھی توہین و ایذاء صحابہؓ ہے۔ جسے حضور اقدسؐ نے خود اپنے لئے موجب اذیت کہا ہے۔ لا تؤذونی فی اصحابی ومن آذھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ (الحدیث) ارشاد ربانی ہے

والذین یؤذون المؤمنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً واثماً مبیناً۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اللہ اور رسولؐ، ازواج مطہرات اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کی توہین و ایذاء رسانی میں ایسے تمام لوگ شامل ہیں۔ جو کسی نہ کسی حیثیت سے بھی اس فلم کی ترتیب و تالیف، ہدایات، نمائش کی اجازت مالی و انفرادی تعاون، تحسین و ستائش یا اپنے ہاں کس قسم کی سہولتیں مہیا کرنے میں شریک ہونگے۔ وانہ یعتبر موذیاً لرسول اللہ علیہ وسلم فی نفسہ وفی ازواجہ واصحابہ کل من شارک فی اخراج ھذا الفیلم بتالیفٍ وتمثیلٍ او اخراجٍ او تمویلٍ او توزیع او تجیدلہ او تبسھیل بالنفوذ او السلطۃ فی شیئٍ من ذالک۔

قرارداد کے آخر میں روئے زمین کے تمام مسلمانوں اور حکومتوں کو یہ مذہبی فریضہ یاد دلایا گیا ہے کہ مقام رسولؐ اور شان صحابہؓ سے ملاعب اور تمسخر کرنے والی ایسی گستاخانہ کوششوں کا سختی سے مقابلہ کیا جائے۔ اور اس طرح تمام دول اسلامیہ سے کہا گیا ہے کہ تمام وسائل بروئے کار لاکر دشمن کے ایسے منصوبوں کی حوصلہ شکنی کی جائے

قربانی کی بجائے قیمت

ہمارے ملک اور بعض اسلامی ممالک میں دین کی روح سے نابلد ایسے روشن خیال اور تجدد زدہ افراد کی کمی نہیں جو آ[illegible] اپنی تحقیق و اجتہاد کی چھری اسلامی شعائر اور قطعی متواترا[illegible] عبادات پر چلانا چاہتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی عید اضحیٰ کے موقع پر ایسے شوشے چھوڑ دیئے جاتے ہیں کہ قربانی کرنا جانور کا ضیاع ہے۔ اس سے قومی سرمایہ ضائع ہوتا ہے۔ اور بجائے قربانی کے اس کی قیمت کو رفاہی کاموں میں لگانا چاہیئے۔ علماء اسلام نے تفصیل سے ایسے شبہات اور وسوسہ اندازیوں کے معقول جوابات دیئے ہیں۔ اس دفعہ رابطہ عالم اسلامی کے نوٹس میں الجزائری اخبار الشعب مجریہ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ میں شائع شدہ ایک الجزائری فتویٰ لایا گیا ہے۔ جس میں حج کے موقع پر قربانی کی بجائے اس کی نقد قیمت تقسیم کرنے کا کہا گیا تھا۔ رابطہ کی مجلس تاسیسی نے تفصیلی دلائل کے ساتھ ایک فتویٰ میں اس نظریہ کو غیر اسلامی قرار دیا کہ کتاب و سنت کے واضح نصوص نبی کریمؐ کے عملی، قولی و فعلی ہدایات اور عہد نبوت سے لے کر اب تک صحابہ کرامؓ اور امت مسلمہ کے تعامل سے ثابت شدہ مسائل و عبادات میں کسی رائے زنی

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

اسلام اور اسلحہ کی اہمیت

تحریر:- علامہ محمد یوسف جبریل ـــــ واہ کینٹ

اسلام ایک فعال، انقلابی، اور متحرک دین ہے۔ انقلاب کی روح جہاد ہے۔ جہاد اور ہتھیار لازم و ملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام معجز بیان میں اسلحہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے "ہم نے اپنے رسول نشانیاں دے کر بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب بھیجی، ترازو بھیجا، تاکہ لوگ سیدھے انصاف کے رستے پر چلیں اور ہم نے لوہا اتارا۔ اس میں باس (رعب) ہے، اور لوگوں کے کاروبار چلتے ہیں تاکہ اللہ کو معلوم ہو کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بن دیکھے اللہ تعالیٰ بے شک زور آور اور زبردست ہے۔ (۵۷ الحدید ۲۵) جہاد فرض ہے اور اس وقت تک فرض ہے۔ جب تک یہ دنیا چلتی رہے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"جہاد کرتا رہوں گا اس وقت تک کہ دنیا کے کسی گوشے میں ایک کافر موجود ہے" اور فرمایا جنت "تلواروں کے سائے تلے ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-

"عدل لازمی ہے عدل کے قیام کے لیے قوت کی ضرورت ہے۔ قوت کا منبع اسلحہ ہے اور اسلحہ لوہے سے بنتا ہے، یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر مسلمانوں کو سخت تاکید فرمائی ہے، کہ مسلمانو تم اپنا سامان قوت پیدا کرو اور تھانوں پر تمہارے گھوڑے اس ٹھاٹھ سے بندھے ہوں کہ تمہارے دشمن اور اللہ کے دشمن تھرا اٹھیں۔

(۸ الانفال ۶۰)

ہتھیاروں کی اہمیت کا اس سے واضح اور کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ اوائل اسلام میں جب مسلمانوں نے یونان پر حملوں کی کوشش کی تو یہ کوشش محض اس لیے ناکام ہو گئی۔ کہ یونان کے پاس ایک ایسا آتش گیر سیال مادہ تھا۔ جو سمندر میں حملہ آور کے بیڑے کے درمیان چھوڑ دیتے ہیں جس سے جہازوں کو آگ لگ جاتی ہے اور حملہ آور بے پناہ نقصان اٹھانے کے بعد سراسیمگی اور حیرت سے پسپائی پر مجبور ہو جائے۔ یہ آتش گیر مادہ اُن دنوں اتنا ہی عجوبہ روزگار عالم تصور کیا جاتا تھا۔ جتنا کہ آج کا کوئی خفیہ ایٹمی ہتھیار۔ مسلمانوں کی یہ ابتدائی ناکامی اس قدر دور رس نتائج کی حامل ہوئی کہ دنیا کی تاریخ کا دھارا ہی پلٹ گیا۔ اگر یہ مشکل درپیش نہ ہوتی تو مسلمان اس تیزی سے [illegible] میں داخل ہو جاتے کہ بہت جلد مسلمانوں کے جھنڈے فرانس برطانیہ، روس کی راجدھانیوں میں لہرا رہے ہوتے اور یورپ کو موجودہ کفر و الحاد پھیلانے کا کبھی موقع میسر نہ ہوتا۔ اس عجیب و غریب آتش گیر مادے کے راز کو اس سختی سے خفیہ رکھا گیا کہ صدیوں تک اس حقیقت کا مسلمانوں کو علم نہ ہو سکا اور جب مجبور ہو گئے، تو سلطان محمد نے قسطنطنیہ کی بندرگاہ کو فتح کرنے کے لیے ایک ایسی جنگی چال چلی۔ جس نے روئے زمین کی قوموں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ ہُوا یوں کہ اس نے بندرگاہ پر سمندر کی جانب حملہ کرنے کی بجائے ساحل سمندر پر کھڑے ہوئے پہاڑ کی پچھلی جانب بحری بیڑا تیار کرایا اور پھر پہاڑ کی پچھلی جانب سڑکیں تیار کرا کے رولروں پر رسوں کے ذریعے تمام جہازوں کو پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ کر پہاڑ کی اس طرف جہازوں کو بندرگاہ میں پھیلا دیا۔ صبح کو جب دشمن نے بندرگاہ میں بحری بیڑہ دیکھا تو خوف اور حیرت کی وجہ سے ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ پھر اسلامی سپاہ نے اس قدر خوفناک اور تند و تیز حملہ کیا کہ شہر فتح ہو گیا۔

اسی طرح کا ایک اور عجیب و غریب واقعہ محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے کے دوران دیبل پر رونما ہوا جس نے مسلمانوں پر

سندھ اور ہند کی فتح کے دروازے کھول دیئے۔ ہوا یوں کہ دیبل فتح نہیں ہو رہا تھا۔ شہر کے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ جب تک مندر کا جھنڈا نہیں گرتا۔ شہر فتح نہ ہوگا۔ یہ حقیقت محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو لکھ بھیجی۔ اس نے ہدایات بھیجیں کہ فلاں فلاں منجنیق کو فلاں زاویے پر نصب کر کے جھنڈے کی چوٹی پر نشانہ لگاؤ۔ سو ایسا ہی کیا گیا، نشانہ ٹھیک بیٹھا اسی لمحے شہر کے لوگوں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جب جنگِ یرموک کے دوران قیصرِ روم نے صلح کے لیے بات چیت کی دعوت دی اور کہا ہتھیار گیٹ پر ہی جمع کرا دیئے جائیں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے صاف کہہ دیا کہ وہ واپس تو چلے جائیں گے مگر ہتھیار جدا نہ کریں گے۔ مسلمانوں کی تلوار کاٹ میں بھی اپنی مثال آپ ہوتی تھی۔ فلسطینی جنگوں کے درمیان کوئی درجن سے اوپر عیسائی بادشاہوں کے ساتھ صلح کی بات چیت کی محفل میں شریک سلطان صلاح الدین ایوبی کو جب ایک عیسائی بادشاہ نے انچ بھر موٹی لوہے کی دو سلاخوں کو بیک جنبش اپنی تلوار سے کاٹ کر جنگ کے خطرناک عواقب کا ثبوت پیش کرنا چاہا تو سلطان نے چپکے سے اپنا ریشمی رومال ہوا میں اچھال دیا اور پھر نیچے تلوار تنازو کر دی، رومال جب تلوار پر گرا تو بڑی خوش اسلوبی سے دو ٹکڑے ہو کر نیچے زمین پر آ رہا۔ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نو عمر لڑکے کو تلوار عطا فرمائی۔ اس نے اس اعزاز کا شکریہ اپنی جان سے ادا کیا وہ ایک دوسرے ہم عمر بچے کے ساتھ دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا بالآخر ابوجہل کے سر پر جا پہنچا اور اسے قتل کر کے خود بھی جام شہادت نوش کر گیا۔ احد کی جنگ میں جب آپؐ نے اپنی تلوار سے ابودجانہ کو نوازا تو وہ اس طرح اکڑ اکڑ کر کفار کی صفوں میں چلے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ چال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے مگر آج پسند ہے مہدی سوڈانی کے مجاہد جنرل گورڈن کی توپوں کی طرف اس طرح سینہ سپر ہو کر لپکے کہ لمحہ بھر میں سارا میدان لاشوں سے اَٹ گیا۔ اگرچہ یہ تلواریں اور نیزے لیے توپوں سے لڑ گئے، مگر اسلحہ کے عدم توازن کے سبب لقمۂ اجل بن گئے۔ تاہم بالآخر جنرل گورڈن کی باقی ماندہ سوڈانی فوج نے محل میں جا لیا اور اسی تاریخی جملے سے پکارا "الیوم یومک یا ملعون! او ملعون!" تیرا وقت آ پہنچا۔ پھر اسے نیزوں کی انی پر لے لیا۔ لیکن اگر یہی سوڈانی سپاہ ویسے ہی اسلحہ سے لیس ہوتے جیسا کہ مدمقابل کے پاس تھا۔ تو یہ لوگ کچھ کر دکھاتے، جنرل گورڈن انگریزوں کا ایک شہرہ آفاق ہیرو ہو گذرا ہے۔ جب اس کی موت کی خبر انگلستان پہنچی تو برطانیہ میں کہرام پہنچ گیا۔ خلیج فارس کی ایک ریاست میں جب کبھی بھی کسی یورپی توپ کے گولے نے مٹی کے بنے ہوئے مینار نما دیدبان کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں ملبے کی ڈھیر میں تبدیل کر دیا تو عرب برا مان گئے اور شکایتاً گویا ہوئے کہ یہ بھی کوئی جنگ کا طریقہ ہے۔ تاہم جلد ہی یکے بعد دیگرے سارے عرب ممالک کی یورپی توپوں سے نکلتے ہوئے دھوئیں کے مرغولوں کی صورت، رفتہ رفتہ تحلیل ہو گئے۔ آج تیر کمان کا زمانہ نہیں رہا۔ توپ کا اور ایٹمی دور ہے اور مسلمان اس معاملے میں اغیار کے دستِ نگر ہو کر رہ گئے ہیں۔ اگر زندہ رہنے کے ارادے ہیں تو اس کمی کو پورا کرنا ہوگا۔ چاہیے کہ اسلحہ سازی کا کام اہم ترین فریضۂ عبادت سمجھ کر کریں۔ مسلمان کا ہر جائز کام عبادت ہے حتیٰ کہ کھانا پینا اور سونا بھی، ملک و ملت کو جن دشواریوں کا سامنا ہے۔ ان کے پیش نظر ہر مسلمان کو یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہیے فیکٹریوں کو عبادت گاہ سمجھا جائے۔ مزدوروں کے مسائل اشتہار بازیوں اور نعروں سے نہیں بلکہ باہمی جذبہ اخوت اور احساسِ ذمہ داری کے ماحول میں طے پائیں اور ہر جگہ شفقت و اطاعت اور ڈسپلن کا ماحول نظر آئے۔ اس طرح کوالٹی پروڈکشن دونوں متاثر نہ ہوں گے۔ اس مومنانہ ماحول میں بنی ہوئی توپ میدان جنگ میں اسم اعظم کی کیفیت کے ساتھ دشمن کا قلع قمع کرے گی آج اغیار کے نرغے میں پھنسی ہوئی اسلامی دنیا کے تحفظ کی اگر کوئی سبیل ہو سکتی ہے تو یہی کہ بہترین کوالٹی اور بڑی مقدار میں اسلحہ مہیا کیا جائے۔

بقیہ: قربانی کی بجائے قیمت

کی گنجائش نہیں۔ تقرب الی اللہ خود ساختہ طریقوں سے لاکھ کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے نہیں۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر چلنے میں ہے۔ کسی کام کے اقتصادی اور معاشی مصالح کے پہلو تب تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ جہاں اُمت کے اجماعی فیصلوں اور نصوص قطعی پر زد نہ پڑے اس لئے ——
استبدال ذبائح بالثمن جیسے لایعنی مباحث کا دروازہ کھولنا ابتداع اور مداخلت فی الدین کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مذکورہ ہر سہ قراردادوں میں اسلامی نقطۂ نظر اور جمہور اہل سُنّت کے عقائد کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔ اس لئے ایسی قراردادیں عالم اسلام کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے اطمینان قلب و زیادتِ ایمان کا باعث ہیں۔ دوسری طرف مغرب سے متاثر خام اذہان کو بھی تنبیہ ہو جاتی ہے کہ ایسے مسائل میں عالم اسلام کی اکثریت کسی

بقیہ : اداریہ

طور پہ برباد کیا جا رہا ہے اور اس میں شرعی ہدایات اور واقفین کی مرضی کی پابندی کی کوئی ضمانت موجود نہیں ہے۔

۳۔ محکمہ کی تحویل میں آنے کے بعد مساجد و مدارس کا نظم و نسق بہتر ہونے کے بجائے پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ اور مساجد سے ملحق بعض اہم مدارس اپنے وجود تک سے محروم ہو گئے ہیں۔

اس صورت حال میں یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ محکمہ اوقاف کو فی الفور توڑ دیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین آزاد مساجد و مدارس کی طرح محکمہ کی مساجد و مدارس کا نظام بھی خوش اسلوبی کے ساتھ چلا سکیں۔

۷۔ معاشی ڈھانچہ تبدیل کیا جائے

یہ اجلاس ریلوے، بجلی، سوئی گیس، پی آئی اے اور دیگر ضروریات کے نرخوں اور کرایوں میں حالیہ اضافہ پر شدید احتجاج کرتا ہے۔ روزمرہ ضروریات کی اشیاء کے نرخ پہلے ہی غریب عوام کی قوت خرید سے باہر ہیں۔ اور حالیہ اضافوں نے عوام کے اس بوجھ اور پریشانیوں میں چند در چند اضافہ کر دیا ہے۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ تمام اشیاء صرف کی قیمتوں اور نرخوں کو غریب عوام کی قوت خرید کی سطح پر لانے کے لیے معاشی ڈھانچہ میں بنیادی تبدیلیاں کی جائیں اور فاضل اخراجات ختم کر کے سادگی، کفایت شعاری اور غریب پروری کے اسلامی اصولوں کے مطابق پورے معاشی ڈھانچہ کو از سر نو استوار کیا جائے۔

۸۔ سید منیر احمد شہیدؒ

یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے امیر مولانا سید محمد شاہ امروٹی کے فرزند حافظ سید منیر احمد شاہ شہیدؒ کی المناک شہادت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کے اصل محرکات کو جلد از جلد بے نقاب کر کے مجرموں کو بلا تاخیر قرار واقعی سزا دی جائے۔

نیز یہ اجلاس درگاہ عالیہ قادریہ راشدیہ پیر جھنڈا کے سجادہ نشین مولانا سید محمد شاہ امروٹی پر حال ہی میں دو دفعہ مسلح فائرنگ اور مولانا امروٹی کے رفیق کار مولانا عبدالرزاق کے گھر پر فائرنگ کے سلسلہ میں پولیس کے جانبدارانہ رویہ اور رپورٹ درج نہ کرنے پر شدید احتجاج کرتا ہے اور

اسے ایک سوچا سمجھا سازش قرار دیتے ہوئے حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مجرموں کی پشت پناہی کرنے کی بجائے فساد کی وجوہ پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ ورنہ اس کے نتائج کی ذمہ داری حکام پر ہوگی۔

۹۔ وزیراعظم کے دورے

یہ اجلاس وزیراعظم بھٹو کے مسلسل دوروں پر بے تحاشا قومی دولت کے ضیاع نیز بیرونی ممالک کے دوروں پر بلا ضرورت بھاری وفود لے جا کر قومی سرمایہ کے ضیاع کے علاوہ قومی وقار کو مجروح کرنے کے رویہ کو انتہائی افسوسناک قرار دیتا ہے اور پارلیمنٹ سے گذارش کرتا ہے کہ اس طرح قومی دولت کو ضائع ہونے اور قومی وقار کو مجروح ہونے سے بچایا جائے۔

۱۰۔ لبنان کی خانہ جنگی

یہ اجلاس لبنان کی خانہ جنگی پر اظہار تشویش کرتا ہے اور اسلامی سیکرٹریٹ اور اقوام متحدہ سے اپیل کرتا ہے کہ اس خانہ جنگی کو جلد از جلد ختم کر کے امن وامان بحال کیا جائے نیز مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

۱۱۔ بیت المقدس کی حیثیت

یہ اجلاس بیت المقدس کی حیثیت تبدیل کرنے اور عرب باشندوں پر اسرائیلی درندوں کے مظالم نیز اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف قرارداد کو امریکہ کی طرف سے ویٹو کرنے کی شدید مذمت کرتا ہے اور عالمی رائے عامہ سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسرائیل کو اس ظلم و جبر سے باز رکھنے کے لیے مؤثر کردار ادا کرے۔

۱۲۔ اسلامی نظریاتی کونسل

یہ اجلاس اسلامی نظریاتی کونسل کی دو سالہ کارکردگی کو قطعی ناقابل اطمینان قرار دیتا ہے اور اپنے اس دیرینہ مطالبہ کو دہراتا ہے کہ کونسل کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے سیاسی مصلحتوں سے ہٹ کر جید اور مستند علماء کو کونسل میں شامل کیا جائے۔ نیز یہ اجلاس ربو کے بارے میں کونسل کے سوالنامہ کو ٹال مٹول کی پالیسی کا ایک حصہ قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ اس مسئلہ کو سوالنامہ پر ٹالنے کی بجائے ہر قسم کے سود کو بلا تاخیر ممنوع قرار دیا جائے۔

یہ اجلاس کالجوں اور سکولوں میں شیعہ سنی نصاب حتیٰ کہ کلمہ تک کی علیحدگی کو انتشار پسند عناصر کی پالیسی کا ایک حصہ قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قوم کے مختلف طبقوں کو بانٹنے کی بجائے جمہوری اصولوں کے مطابق غالب سنی اکثریت کے نظریات کے مطابق ہر سطح پر نصاب رائج کیا جائے اور جدید خود ساختہ کلمہ کو نصاب سے خارج کیا جائے۔

قحط الرجال

حضرت مرداس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے:

يَقْبِضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى غُسَالَةٌ كَغُسَالَةِ التَّمْرِ۔

ترجمہ: یکے بعد دیگرے صلحاء کی وفات ہوتی جائیگی پھر ایسا وقت آ جائے گا کہ بالکل بے کار نکمے بیہودہ لوگ رہ جائیں گے جیسا کہ خشک اور گلی سڑی پرانی کھجور کے چھلکے (یعنی انہیں دین کے ساتھ کوئی لگاؤ اور پیار نہ ہوگا)

(رواہ البخاری)

بچوں کا صفحہ

سبق آموز واقعات

قاضی ضیاء اللہ میانوی، مدرسہ بشیریہ میانی ضلع سرگودھا

دیوبند کے حساس لوگ

دیوبند کے مولانا سید اصغر حسین نے بڑی حساس طبیعت پائی تھی۔ ان کا ایک ہی کچا مکان تھا جس کی ہر برسات سے پہلے لپائی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ چند معتقدین نے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنا مکان پختہ بنوالیں یا ہمیں حکم دیں ہم بنوا دیتے ہیں۔ تاکہ ہر سال کی تکلیف سے نجات مل جائے۔ مولانا نے فرمایا کہ واقعی آپ حضرات کی یہ رائے نہایت معقول ہے۔ میں اس کا شکر گزار ہوں۔

پھر چند ساعت خاموش رہنے کے بعد آہستہ سے فرمایا "بھائی میں جس محلے میں رہتا ہوں۔ اس میں تمام مکان کچے ہیں اگر میں نے اپنا مکان پختہ بنوا لیا تو غریب اہالیان محلہ کو اپنی ناداری کا شدید احساس ہوگا، اور میں یہ نہیں چاہتا"

اور مولانا اس وقت تک اپنا مکان پختہ نہیں بنوایا جب تک کہ آس پاس کے تمام مکان پختہ نہ ہو گئے۔

ع اشک چپ سے بھگو دیں گے تمہارا دامن
جب تمہیں میری وفاؤں کا خیال آئے گا

ارسطو

اپنے فاتح شاگرد سکندر اعظم کی مزید فتوحات کی خبروں کا منتظر تھا کہ اچانک شاہی ہرکارے نے سوگوار خبر پہنچائی کہ "سکندر اعظم مختصر علالت کے بعد بابل میں وفات پا گیا ہے"

ارسطو نے صدمے سے سر جھکا لیا۔ شاہی ہرکارے نے کہا، سکندر اعظم کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اس کی زندگی اور کارناموں میں ہم زندہ انسانوں کے لیے انتہائی قیمتی سبق موجود ہیں۔ ارسطو روتے ہوئے سر اوپر اُٹھا کر کہنے لگا۔ تم نے غلط بات کہی بلکہ یوں کہو کہ سکندر کا یہ سکوت اس کی کلام اور کارناموں سے زیادہ سبق آموز ہے۔

تیرے حضور جنھیں کہہ نہ سکی گویائی
میرے سکوت نے دہرا دیے وہ افسانے

لوگ

دیکھتے ہیں کہ وزارت عظمٰی پر فائز ہونے کے باوجود نظام الملک کو دولت سے محبت نہیں ہے۔ کہ ایک مطلب پرست اور لالچی مُلّا نے اس سے پوچھا کہ آپ ملک شاہ سلجوق کے وزیر اعظم ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو محلات کو دولت سے پاٹ دیویں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ دولت جیسی عزیز ترین چیز سے آپ کو قطعاً کوئی محبت نہیں، آخر یہ کیوں!...؟

طوسی نے جواب دیا دولت ذلیل ترین چیز ہے اور اس سے کوئی احمق ہی پیار کر سکتا ہے۔ یہ ایسی ذلیل شے ہے جو دنیا میں تو بدمست اور غافل کر دیتی ہے اور آخرت میں جہنم کا ایندھن بنا دے گی۔ کیونکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور چاندی جہنم میں سانپ اور بچھو بن کر اپنے جمع کرنے والوں کو ڈسیں گے۔

ٹیلیفون نمبر
۶۰۵۲۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۷۴

سرکولیشن منیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

مولانا عبدالرشید انصاری

۹ اپریل جمعۃ المبارک سے ٹوبہ ٹیک سنگھ، شورکوٹ روڈ اور جھنگ کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ قارئین خدام الدین، ایجنٹ حضرات اور جملہ احباب ان سے مکمل تعاون فرمائیں۔

ظہیر الدین جنرل سیکرٹری ادارہ خدام الدین لاہور

دارالعلوم عربیہ خضریہ
محلہ پراچگان بھیرہ ضلع سرگودھا کا عظیم الشان

جلسہ

۱۰، ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے

جس میں پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں اور قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود ایم۔ این۔ اے سمیت ملک کے نامور علماء و مشائخ شریک ہوں گے

(جلال الدین ناظم مدرسہ)

حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ، سید احمد شہید، شاہ اسمٰعیل شہید مولانا محمد قاسم، شیخ الہند، حضرت مدنی اور حضرت لاہوری رحمہم اللہ تعالیٰ

کے مشن کے وارث

قائد حزب اختلاف

مولانا **مفتی محمود** مدظلہ

کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اسلامی نظام حکومت کے لیے

بھرپور جدوجہد کریں

کھانوں کو لذیذ تر اور خوشبودار بنانے کے لیے

گلفام قصوری میتھی

استعمال کریں

کاروباری اور نمونہ جات کیلیے رابطہ کا پتہ

زبیر ٹریڈرز، چوک کوٹ عثمان خاں، قصور

مفت اشاعت

مدارس اسلامیہ عربیہ کے طلبا صبح ۸ بجے روزانہ دمہ کھانسی ... حاصل کریں

الحاج لقمان حکیم حافظ محمد طیب نعمانی دہلوی ... ۹ گلشن راوی لاہور
فون ۶۵۳۹۰

سیرت کی عظیم کتاب

رہبر و راہنما

کا مطالعہ فرمائیں

اشاعت المعارف • سمندری • ضلع لائلپور

جمعیۃ علماء اسلام کا پیغام { خدا کی زمین پر خدا کا نظام!

غرناطہ ریسٹوران ائرکنڈیشنڈ جہلم
فون ۳۱۱

مولانا عبیداللہ انور پبلشر نے پرنٹر ... سے ... پریس لاہور میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔